سلسلہ: رسائلِ فتاوٰی رضویہ

جلد: اکیسویں

رسالہ نمبر 1

جلی النص فی اماکن الرخص ۱۳۳۷ھ

مقامات رخصت کے بیان میں واضح نص

پیشکش: مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

رسالہ

جلی النص فی اماکن الرخص ۱۳۳۷ھ

(مقامات رخصت کے بیان میں واضح نص)

مسئلہ ۶۷: بعض اوقات بعض ممنوعات میں رخصت ملتی ہے ان کی اجمالی تفصیل کیا ہے؟

بسم الله الرحمٰن الرحیم. الحمد لله الذی بعث نبینا صلی الله تعالٰی علیه وسلم بشریعة سمحة سهلة غراء بیضاء لیلها کنهارها وافضل الصلوٰة واکمل السلام علی من احل لنا الطیبات وحرم علینا الخبائث ووضع عنا ما کان علی الامم الخالیة من الاصرو الاغلال واو زارها وعلی اله وصحبه واولیائه وحزبه الذین جعلهم	اللہ تعالٰی کے مقدس نام سے شروع کرتا ہوں جو بے حد رحم کرنے والا مہربان ہے ہر قسم کی تعریف اس اللہ تعالٰی کے لئے ہے کہ جس نے ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ایسی شریعت دے کر بھیجا جو کشادہ، نرم، آسان اور بے حد روشن ہے جس کی رات دن کی طرح ہے۔ اور عمدہ درود اور سب سے زیادہ کامل سلام ان پر نازل ہو کہ جنھوں نے ہمارے لئے پاک اور ستھری چیزیں حلال فرمادیں، اور گندی چیزیں ہم پر حرام کردیں، اور جو بوجھ طوق اور گناہ گزشتہ امتوں کے ذمے تھے وہ ہم سے اتار دیئے، اور ان کی اولاد، صحابہ، دوست اور ان کے گروہ پر بھی (درود و

ربھم امۃ وسطا فقالوا بالحق وقاموا بالعدل وفاز وابفیوض الشریعۃ وانوارہا وعلینا بھم و لھم وفیھم یاارحم الراحمین ابدالابدین فی کل ان وحین عدد اوبار الھدایا واصواف الضحایا واشعارہا اٰمین!	سلام ہو) جن کو ان کے پروردگار نے درمیانی امت بنایا، پھر انھوں نے حق بیان فرمایا اور انصاف قائم کیا، اور شریعت کے فیوضات وانوار کی وجہ سے کامیاب ہوئے، پھر ان کی وجہ سے ہم پر اور ان کے لئے اور ان کے اندر، اے سب سے بڑے رحم کرنے والے! ہر لحہ اور ہمیشہ ہمیشہ رہے، قربانی کے اونٹوں کے بال اور مینڈھوں کی اون اور بکریوں کے بالوں کی تعداد کے مطابق رہے، یااللہ! ہماری اس دعا کو شرف قبولیت سے نوازدے۔(ت)

امابعد، یہ چند سطور کاشفۃ الستور بعون الغفور لامعۃ النور (چند سطریں پردہ اٹھانے والی، گناہ بخشنے والے روشن نور کی مدد سے۔ت) اس بیان میں ہیں کہ بعض اوقات بعض ممنوعات میں رخصت ملتی ہے۔ اس کی اجمالی تفصیل کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ نہ ہر ممنوع کسی نہ کسی وقت مباح ہوسکتا ہے نہ ہر وقت ایسا کہ کسی نہ کسی ممنوع میں رخصت کی قابلیت رکھتا ہے ادھر اس کے متعلق بعض قواعد فقہیہ میں بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے،

ایک: اصل یہ ہے کہ **درء المفاسد اھم من جلب المصالح**[1] مفسدہ کا دفع مصلحت کی تحصیل سے زیادہ اہم ہے۔

حدیث ذکر کی جاتی ہے: **ترک ذرۃ ممانھی اللہ عنہ افضل من عبادۃ الثقلین**[2]۔ ایک ذرہ ممنوع شرعی کا چھوڑدینا جن وانس کی عبادت سے افضل ہے۔

یہ قاعدہ مطلقاً لحاظ نہی بتاتا ہے۔

دوم: الضرورات تبیح المحظورات[3] مجبوریاں ممنوح کو مباح کردیتی ہیں۔

اقول: (میں کہتاہوں۔ت) اس کا استنباط کریمہ "**فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ**"[4] و کریمہ

---

[1] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الخامسہ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۱۲۵

[2] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الخامسہ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۱۲۵

[3] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الخامسہ اداراۃ القرآن کراچی ۱/ ۱۱۸

[4] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۶

"لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا" [5] میں ہے یعنی مقدور بھر پرہیزگاری کرو اللہ کسی جان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں رکھتا، یہ مطلقًا لحاظ ضرورت فرماتا ہے۔

سوم: من ابتلی بلیتین اختار اهونهما [6] دو بلاؤں کا مبتلا ان میں ہلکی کو اختیار کرے۔

اقول: (میں کہتا ہوں۔ت) یہ کریمہ "اِلَّا مَنْ اُکْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِیْمَانِ" [7] (مگر وہ شخص کہ جس پر زبردستی کی جائے جبکہ اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو۔ت) سے ماخوذ ہے یہ قاعدہ دونوں اطلاق نہیں کرتا بلکہ موازنہ چاہتا ہے۔

چہارم: الضرر یزال [8] (نقصان کو دور کیا جاتا ہے۔ت) ضرر مدفوع ہے۔ قال عزوجل "مَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ" [9] (اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا) تم پر دین میں کوئی تنگی نہ رکھی، رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لاضرر ولا ضرار، رواہ ابن ماجة [10] عن عبادة واحمد عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنهم بسند حسن۔	نہ ضرر لو نہ ضرر دو، (ابن ماجہ نے اس کو حضرت عبادہ سے روایت کیا اور امام احمد نے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (ت)

ارتکاب ممنوع بھی ضرر ہے تو یہ اصل اول سے موافق ہے اور انسانی ضرورت بھی ضرر ہے تو اصل دوم کے مطابق ہے۔

پنجم: المشقة تجلب التیسیر [11] مشقت آسانی لاتی ہے۔ اور اسی کے معنی میں ہے ماضاق

---

[5] القرآن الکریم ۲/ ۲۸۶

[6] کشف الخفاء حدیث ۲۳۹۸ دارالکتب العلمیہ بیروت ۲/ ۲۰۷، الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الخامسة ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۱۲۳

[7] القرآن الکریم ۱۶/ ۱۰۶

[8] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الخامسہ ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۱۱۸

[9] القرآن الکریم ۲۲/ ۷۸

[10] سنن ابن ماجہ کتاب الاحکام باب من بنی فی حقہ مایضر بجارہ الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۷۰، مسند امام احمد بن حنبل عن ابن عباس رضی اللہ عنهما المکتب الاسلامی بیروت ۱/ ۳۱۳

[11] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الرابعة ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۱۰۵

امر الا اتسع[12] (کوئی معاملہ تنگ نہیں ہوا مگر اس میں کشادگی رکھی گئی۔ت) مولٰی سبحانہ فرماتا ہے:

"یُرِیۡدُ اللّٰہُ بِکُمُ الۡیُسۡرَ وَ لَا یُرِیۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ ۫" [13]	اللہ تمھارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔

اس کا دائرہ ضرورت و مجبوری سے وسیع تر ہے۔

ششم: ماحرم اخذہ حرام اعطاؤہ[14] جس کا لینا حرام اس کا دینا بھی حرام۔

قال تعالٰی: "لَا تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡاِثۡمِ وَ الۡعُدۡوَانِ ۪" [15] **ہفتم**: انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ مانوٰی [16]۔	(اللہ تعالٰی نے فرمایا:) گناہ اور حد سے بڑھنے پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ اعمال نیتوں پر ہیں اور ہر ایک کے لئے اس کی نیت۔

قال عزوجل:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا عَلَیۡکُمۡ اَنۡفُسَکُمۡ ۚ لَا یَضُرُّکُمۡ مَّنۡ ضَلَّ اِذَا اهۡتَدَیۡتُمۡ ؕ" [17]۔	ایمان والو! آپ ٹھیک رہو دوسرے کا بہکنا تمھیں ضرر نہ دے گا جب تم راہ پر ہو۔

ہم دیکھتے ہیں حج میں مدت سے ٹیکس لئے جاتے ہیں اور اس سے حج ممنوع نہیں ہو جاتا، تجارتوں پر صدہا سال سے تمام دنیا میں ٹیکس اور چنگیاں ہیں اس اس سے تجارت بند نہیں کی جاتی یہ قاعدہ ہفتم کے موافق ہے لیکن سود کا لینا دینا دونوں حرام، حدیث صحیح میں دونوں پر لعنت فرمائی، دوسری حدیث میں ارشاد ہوا:

الراشی والمرتشی کلاہما فی النار [18]۔	رشوت دینے اور لینے والا دونوں جہنم میں ہیں۔

یہ قاعدہ ششم کے مطابق ہے لہذا بقدر وسعت ان مواقع واماکن کا بیان چاہئے جہاں رخصت

[12] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الرابعۃ ۱/ ۱۱۷

[13] القرآن الکریم ۲/ ۱۸۵

[14] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدہ الرابعۃ عشر ادارۃ القرآن کراچی ۱/ ۱۸۹

[15] القرآن الکریم ۵/ ۲

[16] صحیح البخاری باب کیف ماکان بدء الوحی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۲

[17] القرآن الکریم ۵/ ۱۰۵

[18] کنزالعمال بحوالہ طب ص حدیث ۱۵۰۷۷ موسسۃ الرسالہ بیروت ۶/ ۱۱۳، الترغیب والترہیب ترہیب الراشی والمرتشی مصطفی البابی مصر ۳/ ۱۸۰

ملتی ہے اور جہاں نہیں کہ ان قواعد کے موارد واضح ہوں نیز مسائل کثیرہ ومباحث غزیرہ باذنہ تعالٰی روشن ولائح ہوں نیز اس شریعت مطہر کی رحمتیں اور اس کا اعتدلال اور برخلاف شرائع یہود نصارٰی سختی ونرمی محض سے انفصال ظاہر ہوں **وباللہ التوفیق** (اللہ تعالٰی ہی کے کرم سے توفیق حاصل ہوتی ہے۔ت)

علماء فرماتے ہیں: مراتب پانچ ہیں:

(۱) ضرورت **(۲)** حاجت **(۳)** منفعت **(۴)** زینت **(۵)** فضول

امام محقق علی الاطلاق نے اسے اقسام اکل میں دکھایا اور ضرورت یہ بتائی کہ بے اس کے ہلاک یا قریب ہلاک ہو، اور حاجت یہ کہ حرج ومشقت میں پڑے، باقیوں کی تعریف نہ فرمائی مثال بتائی، منفعت گیہوں کی روٹی بکری کا گوشت، زینت حلوا، مٹھائی، فضول طعام شبہہ حرام، **ونقلہ فی غمز العیون**[19] **من قاعدۃ الضرر یزال واقتصر علیہ** (غمز العیون میں اسے اس قاعدے سے نقل فرمایا کہ نقصان دور کیا جائے۔ اور اسی پر اکتفاء کیا۔ت)

فقیر بقدر فہم کلام عام کرے **فاقول:** (پس میں کہتا ہوں) پانچ چیزیں ہیں جن کے حفظ کو اقامت شرائع الٰہیہ ہے دین وعقل ونسب ونفس ومال عبث محض کے سوا تمام افعال انھیں میں دورہ کرتے ہیں اب اگر فعل (کہ ترک بمعنی کف کو کہ وہی مقدور وزیر تکلیف ہے نہ کہ بمعنی عدم **کما فی الغمز وغیرہ** بھی شامل) اگر ان میں کسی کا موقوف علیہ ہے کہ بے اس کے یہ فوت یا قریب فوت ہو تو یہ مرتبہ **ضرورت** ہے جیسے دین کے لئے تعلم ایمانیات وفرائض عین، عقل ونسب کے لئے ترک خمر وزنا، نفس کے لئے اکل وشرب بقدر قیام بنیہ، مال کے لئے کسب ودفع غصب امثال ذٰلک، اور اگر توقف نہیں مگر ترک میں لحوق مشقت وضرر وحرج ہے تو **حاجت** جیسے **معیشت** کے لئے چراغ کہ موقوف علیہ نہیں ابتدائے زمانہ رسالت **علی صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ** (صاحب رسالت پر عمدہ درود اور ثناء ہو۔ت) میں ان مبارک مقدس کاشانوں میں چراغ نہ ہوتا، ام المومنین رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں:

والبیوت یومئذ لیس فیہا مصابیح، رواہ الشیخان[20]۔	گھروں میں ان دنوں چراغ نہیں ہوتے تھے بخاری ومسلم نے اسے روایت کیا۔ (ت)

[19] غمز عیون البصائر القاعدۃ الخامسۃ الضرر یزال ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/ ۱۱۹

[20] صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ علی الفروش قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۶، صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب سترۃ المصلی الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۹۸

مگر عامہ کے لئے گھر میں بالکل روشنی نہ ہونا ضرور باعث مشقت وحرج ہے،اور اگر یہ بھی نہ ہو مگر حصول مفید ہے نفس فائدہ مقصودہ اس سے حاصل ہوتا ہے،تو منفعت جیسے مکان کے ہر دالان میں ایک چراغ،اور اگر فائدہ مقصودہ کی تحصیل اس پر نہیں بلکہ ایک امر زائد زیب وزیبائش بقدر اعتدال کے لئے ہے تو زینت جیسے چراغ کی جگہ فانوس،اور اگر اس سے اتنا فائدہ بھی نہیں یا اس میں افراط اور خروج عن الحد ہے فضول جیسے بے کسی نیت محمودہ کے گھر میں چراغاں،اب مواضع ضرورت کا استثناء تو بدیہی جس کے لئے اصل دوم کافی اور اس کی فروع معروف ومشہور اور استفسار سے بعید ومہجور،مثلاً کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے بیٹھ کر پڑھے ورنہ لیٹ کر ورنہ اشارہ سے **الی غیر ذٰلک مما لایخفی**(ان کے علاوہ باقی صورتیں جو کسی سے پوشیدہ نہیں۔ت)اس کے لئے تمام ممنوعات کہ کسی حال میں قابل اباحت یا متحمل رخصت ہوں یا مرخص ہوجاتے ہیں نہ مثل زنا وقتل ناحق مسلم کہ کسی شدید سے شدید ضرورت کے لئے بھی مرخص نہیں ہوسکتے،یہاں تک کہ اگر صحیح خوف قتل کے سبب بھی ان پر اقدام کرے گا مجرم ہوگا،حکم ہے کہ باز رہے اگرچہ قتل ہوجائے،اگر مارا گیا اجر پائے گا کما نصوا علیہ اصولا وفروعا(جیسا کہ اصول وفروع کے لحاظ سے ائمہ کرام نے اس کی تصریح فرمائی۔ت)پھر اپنی ضرورت تو ضرورت ہے ہی دوسرے مسلم کی ضرورت کا بھی لحاظ فرمایا گیا۔مثلاً:

(۱) دریا کے کنارے نماز پڑھتا ہے اور کوئی شخص ڈوبنے لگا اور یہ بچا سکتا ہے لازم ہے کہ نیت توڑے اور اسے بچائے،حالانکہ ابطال عمل حرام تھا۔

قال تعالٰی "لَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ﴿۳۳﴾"[21]۔	اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا:اے ایمان والو اپنے اعمال کو باطل نہ کیا کرو۔(ت)

(۲) نماز کا وقت تنگ ہے ڈوبتے کو بچانے میں نکل جائے گا،بچائے،اور نماز قضاء پڑھے اگرچہ قصداً قضا کرنا حرام تھا۔

(۳) نماز کا وقت جاتا ہے اور قابلہ اگر نماز میں مشغول ہو بچے پر ضائع ہونے کا اندیشہ ہے نماز کی تاخیر کرے۔

(۴) نماز پڑھتا ہے اور اندھا کنویں کے قریب پہنچا،اگر یہ نہ بتائے وہ کنویں میں گرجائے نیت توڑ کر بتانا واجب ہے۔اشباہ میں ہے:

---

[21] القرآن الکریم ۴۷/ ۳۳

تخفیفات الشرع انواع الخامس تخفیف تاخیر کتاخیر الصلوٰۃ عن وقتھا فی حق مشتغل بانقاذ غریق ونحوہ[22]۔	شریعت کی سہولتوں کی کئی قسمیں ہیں، پانچویں قسم یہ ہے کہ تاخیر کی سہولت ہے۔ جیسے دو شخص جو کسی ڈوبتے ہوئے کو بچائے تو اس کا اپنی نماز میں تاخیر کرنا۔(ت)

ردالمحتار کتاب الحج میں ہے:

جاز قطع الصلوٰۃ او تاخیرہا لخوفہ علی نفسہ او مالہ او نفس غیرہ او مالہ کخوف القابلۃ علی الولد والخوف من تردی اعمی وخوف الراعی من الذئب وامثال ذٰلك[23]۔	نماز توڑنا دینا یا اس میں تاخیر کرنا جائز ہے جبکہ کسی شخص کو اپنی جان یا اپنے مال کا خطرہ ہو، یا کسی دوسرے کی جان ومال کے تباہ ہونے کا اندیشہ ہو، جیسے دایہ کا بچے کی پیدائش کے وقت ڈر یا اندھے کے کنویں میں گرنے کا خوف، یا چرواہے کا بھیڑیئے سے خطرہ، یا اس قسم کے دوسرے مواقع (ت)

اقول: (میں کہتا ہوں) یہ بھی حقیقۃً اپنے نفس کی طرف راجع کہ یہ شرعاً ان کے بچانے پر مامور ہے۔

اگر بینم کہ نابینا وچاہ است　　　اگر خاموش نشینم گناہ است

(اگر میں یہ دیکھوں کہ اندھا اور کنواں ہے تو اگر اس موقع پر خاموش رہوں تو گناہ ہے۔ت)

ولہٰذا جن کا نفقہ اس پر لازم ہے بے ان کا بندوبست کئے حج کو نہ جائے اور جن کا نفقہ اس پر نہیں اگرچہ اس کے چلے جانے سے ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو اس پر لحاظ لازم نہیں کہ یہ یہاں رہتا جب بھی تو انھیں نفقہ دینے کا شرعاً مامور نہ تھا، پھر عالمگیریہ میں ہے:

کرھت خروجہ(ای للحج)زوجتہ واولادہ او من سواھم ممن تلزمہ نفقتہ وھو لایخاف الضیعۃ علیھم فلا باس بان یخرج ومن لاتلزم نفقتہ لوکان حاضرا فلاباس بالخروج مع کراہتہ وان	اگر اس کی بیوی اور بچے یا ان کے علاوہ دوسرے افراد کنبہ کہ جن کا خرچہ اس پر لازم ہے اگر یہ حج کے لئے جائے اور یہ سب اس کے جانے کو پسند نہ کریں اور اسے ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو پھر اس صورت میں اس کے جانے میں کوئی حرج نہیں اور جن لوگوں کا خرچہ

[22] الاشباہ والنظائر الفن الاول القاعدۃ الرابعۃ ادارۃ القرآن وعلوم الاسلامیہ کراچی ۱/ ۱۱۷

[23] ردالمحتار کتاب الحج دار احیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۱۴۴

کان یخاف الضیعۃ علیہم[24]۔	اس پر لازم نہیں، اگر یہ موجود ہو تو ناپسندیدگی کے باجود اس کے باہر جانے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ اس کے ضائع ہونے کا خدشہ ہو۔(ت)

اور **زینت وفضول** کے لیے کسی ممنوع شرعی کی اصلاً رخصت نہ ہوسکنا بھی ایضاح سے غنی جس پر اصل اول بدرجہ اولٰی دلیل وافی ورنہ احکام معاذاللہ ہوائے نفس کا بازیچہ ہوجائیں،

اقول: یوہیں مجرد **منفعت** کے لئے کہ وہ اصل مدلول اصل اول اور اس پر کتب معتمدہ میں فروع کثیرہ دال:

(ا) حقنہ بضرورت مرض جائز ہے اور منفعت ظاہرہ مثلاً قوت جماع کے لئے ناجائز ہے۔ ردالمحتار میں ذخیرہ امام اجل برہان الدین محمود سے ہے:

یجوز الاحقان للمرض فلواحتقن لا لضرورۃ بل لمنفعۃ ظاہرۃ بان یتقوی علی الجماع لایحل عندنا[25] اھ	بیمار کے لئے حقنہ کرنے کی اجازت ہے اگر اس نے بغیر ضرورت حقنہ لیا کسی ظاہری فائدے کے لے مثلاً اس لئے کہ جماع پر قوی ہو تو ہمارے لئے یہ حلال نہیں اھ(ت)

اس پر حواشی فقیر میں ہے:

اقول: ھذا ظاہر اذا کان معہ من القوۃ مایقدر بہ علی اداء حق المرأۃ فی الدیانۃ وتحصین فرجھا اما اذا عجز عن ذٰلک فھل یعد ضرورۃ الظاہر لالانہ بسبیل من ان یطلقھا فتنکح من شاءت فان الواجب علیہ احد امرین امساک بمعروف او تصریح باحسان فان عجز عن الاول لم یعجز عن	**میں کہتا ہوں** کہ یہ بات ظاہر ہے کہ جب اس میں قوت مردمی موجود ہو کہ جس کی وجہ سے یہ عورت کا حق ادا کرنے پر قدرت رکھتا ہے دیانت اور حفاظت فروج کے لحاظ سے لیکن اگر یہ اس سے عاجز ہے تو کیا اس کو بھی ضرورت میں شمار کیا جائے گا؟ ظاہر یہ ہے کہ صورت ضرورت میں شمار نہیں، کیونکہ ز کہ اس صورت میں یہ عورت کو طلاق دے دے تو پھر وہ جس سے چاہے نکاح کرلے، کیونکہ

[24] فتاوٰی ہندیہ کتاب المناسک الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۱/ ۲۲۱

[25] ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی النظر والمس داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۳۷

الاخر نعم المعهود فی الهندان النساء یتعیرن بالزواج الثانی تعیراشدیدالکن ہذا من قبلهن بجهلهن لیس علیه فیه اخذ فلیتأمل[26] انتهی ما کتبت علیه۔	اس پر دو باتوں میں سے ایک واجب ہے۔ یا بھلائی کے ساتھ روک رکھنا یا احسان کرتے ہوئے چھوڑ دینا، اگر یہ پہلی بات سے عاجز ہوگیا تو دوسری سے عاجز نہیں، ہاں البتہ ہندوستان میں مشہور ومتعارف یہ ہے کہ عورتیں دوسرا نکاح کرنے سے سخت عار محسوس کرتی ہیں، لیکن یہ پابندی عورتوں کی طرف سے عائد کردہ ہے ان کی ناسمجھی کی وجہ سے، اس میں اس پر کوئی گرفت نہیں، اس بات میں غور وفکر کرنا چاہئے، یہ آخر عبارت ہے جو میں نے اس کے حاشیہ میں لکھی۔ (ت)

(۲) حلال کام میں تیس ۳۰ روپیہ مہینہ پاتا ہے اور نصرانی ناقوس بجانے پر ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار دیں گے اس منفعت کے لئے یہ نوکری جائز نہیں۔

(۳) یوہیں بھٹی کے لئے شیرہ نکالنے کی، فتاوٰی امام اجل قاضی خان میں ہے:

رجل اٰجر نفسه من النصارٰی لضرب الناقوس کل یوم بخمسة دراہم ویعطی فی عمل اٰخر کل یوم درهم قال ابراهیم بن یوسف رحمه الله تعالٰی لاینبغی ان یؤاجر نفسه منهم انما علیه ان یطلب الرزق من موضع اٰخر وکذا لو اٰجر نفسه منهم بعصر العنب للخمر لان النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم لعن العاصر[27] اھ۔	ایک آدمی عیسائیوں کے ہاں بگل بجانے کی نوکری اختیار کرتا ہے کہ اسے ہر دن اس کام پر پانچ درھم ملیں گے لیکن اگر کوئی دوسرا جائز کام کرے تو اس پر یومیہ ایک درہم ملے گا امام ابراہیم بن یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا کہ اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ عیسائیوں کے ہاں بگل بجانے کی نوکری کرے، بلکہ اس کے لئے لازم ہے کہ وہ کسی دوسری جگہ سے رزق حلال تلاش کرے، اور یہی حکم ہے اس شخص کا جو شراب بنانے کے لئے انگور نچوڑنے کی ملازمت کرتا ہے اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس باب میں جن بدنصیبوں پر لعنت فرمائی ان میں انگور نچوڑنے والا بھی شامل ہے (عبارت مکمل ہوگئی)۔ (ت)

[26] جدالممتار علی ردالمحتار

[27] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ نولکشور لکھنؤ ۴/ ۷۸۰

اقول: ولاینبغی ھہنا بمعنی لایجوز بدلیل قولہ "علیہ"فانہ لایجاب وبدلیل تشبیہ فی الحاکم بما صح علیہ اللعن۔	**اقول:** (میں کہتاہوں)لاینبغی یہاں بمعنی لایجوز ہے۔یعنی اس کے لئے یہ جائز ہی نہیں،اور اس کی دلیل مصنف کا یہ قول"علیہ" ہے کیونکہ لفظ علی ایجاب کے لئے آتا ہے اور اس دلیل سے کہ مصنف نے اس مسئلے کو حکم میں اس سے تشبیہ دی کہ جس پر لعنت ہے۔(ت)

(۴و۵) موچی کو نیچری وغیرہ فاسقانہ وضع کا جوتا بنانے یا درزی کو ایسی وضع کے کپڑے سینے پر کتنی ہی اجرت ملے اجازت نہیں، کہ معصیت پر اعانت ہے۔خانیہ میں متصل عبارت مذکورہ ہے:

وکذا الاسکاف اوالخیاط اذا استوجر علی خیاطۃ شیئ من زی الفساق ویعطی لہ فی ذٰلك کثیراجر لا یستحب لہ ان یعمل لانہ اعانۃ علی المعصیۃ[28] اھ۔ **اقول:** ولایستحب ھھنا للنھی لاجل التشبیہ المذکور و بدلیل الدلیل ففی الخانیۃ مسئلۃ الطبل لایجوز لانہ اعانۃعلی المعصیۃ[29] وفی اوائل شھادات الھندیۃ عن المحیط الاعانۃ علی المعاصی من جملۃ الکبائر[30]۔	اور یہی حکم ہے موچی اور درزی کا کہ جب اسے کسی ایسی چیز کے لینے اور بنانے پر اُجرت دی جائے جو فاسقوں کی وضع اور شکل کا لباس ہو،اور اس میں اسے زیادہ اجرت دینے کا وعدہ کیا جائے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ یہ کام کرے اس لئے کہ گناہ پر یہ دوسرے کی امداد کرنا ہے۔اھ **اقول:** (میں کہتاہوں کہ) یہاں "لا یستحب" بمعنی نہی ہے تشبیہ مذکور کی وجہ سے،اور دلیل کی دلیل کی وجہ سے چنانچہ فتاوٰی قاضی خاں میں طبلہ بجانے کے متعلق ہے کہ جائز نہیں اس لئے کہ یہ گناہ پر امداد دینا ہے اور فتاوٰی عالمگیری کی بحث"اوائل شہادات"میں محیط سے نقل کیا کہ گناہ کے کاموں میں کسی کی امداد کرنا کبیرہ گناہوں میں شامل ہے۔ (ت)

(۶) لکڑی جنگل سے مفت مل سکتی ہے اور ایک شخص لینے نہیں دیتا جب تک اسے رشوت نہ دو، دینا حرام، بحر الرائق میں ہے:

وفی القنیۃ قبیل التحری الظلمۃ تمنع الناس من الاحتطاب من	قنیہ کی بحث تحری،سے تھوڑا پہلے یہ مسئلہ مذکور ہے کہ ظالم لوگ چراگاہ سے لوگوں کو لکڑیاں نہیں

[28] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی النظر والمس نولکشور لکھنؤ ۴/ ۷۸۰

[29] فتاوٰی قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی التسبیح والتسلیم الخ نولکشور لکھنؤ ۴/ ۷۹۴

[30] فتاوٰی ہندیہ کتاب الشھادات الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۳/ ۴۵۱

المروج الا بدفع شیئ الیھم فالدفع والاخذ حرام لانہ رشوۃ[31]۔	لانے دیتے جب تک کہ انھیں کچھ نہ دے، اور دینا اور لینا دونوں حرام ہیں اس لئے کہ یہ رشوت ہے۔(ت)

(۷) کعبہ معظّمہ کی داخلی کس درجہ منفعت عظیمہ ہے مگر بے لئے دئے نہ کرنے دیں تو جائز نہیں کہ اس پر لینا حرام ہے تو دینا بھی حرام، اور حرام محض منفعت کے لئے حلال نہیں ہو سکتا، ردالمحتار میں ہے:

فی شرح اللباب ویحرم اخذ الاجرۃ لمن یدخل البیت اویقصد زیارۃ مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاخلاف بین علماء الاسلام وائمۃ الانام کما صرح بہ فی البحر وغیرہ اھ وقد صرحوا بان ما حرم اخذہ حرم دفعہ الا لضرورۃ ولا ضرورۃ ہنا لان دخول البیت لیس من مناسك الحج[32] اھ۔	شرح لباب میں ہے اس شخص کو اجرت دینا حرام ہے جو کسی کو کعبہ شریف کے اندر لے جائے، یا وہ مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرنے کا ارادہ کرے، اس مسئلہ میں تمام علماء کا اتفاق ہے۔ علماء اسلام اور ائمہ انام میں سے کسی کا اختلاف نہیں جیسا کہ "بحر رائق" وغیرہ میں اس کی تصریح کی گئی اھ، اہل علم نے یہ تصریح فرمائی کہ جس چیز کا لینا حرام اس چیز کا دوسرے کو دینا بھی حرام ہے۔ مگر یہ کہ خاص مجبوری ہو، اور یہاں کوئی مجبوری نہیں، کیونکہ کعبہ شریف کے اندر داخل ہونا احکام حج میں سے نہیں اھ (ت)

اس پر حواشی فقیر میں ہے:

ولاھو واجبا فی نفسہ فمن الجھل ارتکابہ لاتیان مستحب بل این الاستحباب مع لزوم الحرام وما عن الامام رضی اللہ تعالٰی عنہ من بذلہ شطر مالہ للسدنۃ لیبیت لیلۃ فی الکعبۃ الشریفۃ	اور یہ اس بناء پر بذاتہٖ واجب بھی نہیں تو پھر مستحب ادا کرنے کے لئے اجرت دینے کا ارتکاب جہالت ہے بلکہ لزوم حرام کے ساتھ استحباب کیسے ہو سکتا ہے۔ اور جو کچھ امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنے مال کا کچھ حصہ خادمان کعبہ کے لئے خرچ کیا تاکہ خانہ کعبہ میں رات گزاریں اور وہاں

[31] بحرالرائق کتاب القضاء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۶/ ۲۶۲

[32] ردالمحتار کتاب الحج باب الھدی داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۵۶-۲۵۵

فختم فیھا القراٰن الکریم فی رکعتین **فاقول:** یجب انہ کان بعد التصریح بنفی الاجرۃ والصریح یفوق الدلالۃ کمانصوا علیہ فی الخانیۃ وغیرہا۔	دو نفلوں میں پورا قرآن مجید ختم کریں، **فاقول:** (پس میں کہتاہوں) ضروری ہے کہ یہ کام نفی اجرت کی تصریح کے بعد ہو، اور صریح کلام دلالت سے فائق (اوپر) ہوتا ہے، جیسا کہ فتاوٰی قاضیخاں وغیرہ میں ائمہ کرام کی اس پر تصریح موجود ہے۔ (ت)

(۸) وقف اگر قابل انتفاع نہ رہے اسے بیچ کر اس کے عوض دوسری زمین خرید کر وقف کرسکتے ہیں لیکن اگر وہ قابل انتفاع ہے اور اس کی قیمت کو دوسری جگہ وہ زمین مل سکتی ہے کہ اس سے سوحصے زائد منفعت رکھتی ہو تبدیل جائز نہیں، فتح القدیر میں ہے:

الاستبدال لاعن شرط ان کان لخروج الوقف عن انتفاع الموقوف علیھم بہ فینبغی ان لا یختلف فیہ وان کان لالذٰلك بل امکن ان یوخذ بثمن الوقف ما ھو خیر منہ فینبغی ان لا یجوز لان الواجب ابقاء الوقف علی ماکان علیہ دون زیادۃ اخری[33] (ملتقطا)	تبادلہ کرنا بغیر شرط جبکہ وقف "موقوف علیہ" کے لئے قابل انتفاع نہ ہو، مناسب ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہ کیا جائے، اور اگر یہ نہ ہو (یعنی وقف قابل انتفاع ہو) لیکن وقف کو فروخت کردیا جائے اور اس کے بدل اس سے اعلٰی اور عمدہ زمین خرید لی جائے تو مناسب ہے کہ یہ صورت جائز نہ ہو، کیونکہ واجب یہ ہے کہ جس حالت پر پہلے وقف تھا اسی حالت پر اسے باقی رکھا جائے اور اس میں کوئی زیادت اور اضافہ نہ کیا جائے۔ (ت)

بالجملہ مسائل بکثرت ہیں کہ محض منفعت بیع ممنوع نہیں ہوسکتی۔

فانقلت الیس فی سیر الھندیۃ عن الذخیرۃ وفی کراھیتھا عن المحیط مانصہ وان اراد الخروج للتجارۃ الی ارض العدو	اگر کہا جائے کہ کیا فتاوٰی عالمگیری بحث سیر، بحوالہ ذخیرہ اور بحث کراہیۃ بحوالہ محیط میں یہ مذکور نہیں کہ جس کی اس نے تصریح فرمائی اگر تجارت کے لئے سرزمین دشمن کی طرف

[33] فتح القدیر کتاب الوقف مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۵/ ۴۴۰

بامان فکرہا(ای الابوان)خروجه فان کان امرا یخاف علیه منه وکانوا قوما یوفون بالعهد یعرفون بذٰلك وله فی ذٰلك منفعة فلا باس بان یعصیهما[34] اھ فقد ابیح عصیانهما للمنفعة اقول: یجب ان یراد به ما اذا کان نهیهما لمجرد محبة وکراهة فراقه غیر جازم ولذا فرضوا خروجه بامان وکونهم معروفین بالوفاء حتی لا یخاف علیه منه اما اذا خیف لم یحل له الخروج بغیر اذنهما لان نهیهما اذن یکون نهی جزم ففی الکتابین بعده وانکان یخرج فی تجارة ارض العدو مع عسکر من عساکر المسلمین فکرہ ذٰلك ابواہ او احدہما فان کان ذٰلك العسکر عظیما لا یخاف علیهم من العدو بالکبرالرائ فلا باس بان یخرج وان کان یخاف علی العسکر من العدو

اجازت نامہ لے کر جانا چاہے لیکن والدین اس کے وہاں جانے کو ناپسند کریں، اگر معاملہ پرامن ہو،اس میں کوئی خطرہ اور اندیشہ نہ ہو،اور وہ وعدہ وفا کرتے ہوں اور اس وصف میں مشہور ومعروف ہوں اور اس کا بھی وہاں جانے میں فائدہ ہو،تو پھر اس صورت میں والدین کا حکم نہ ماننے میں کوئی حرج نہیں اھ (یہاں دیکھئے کہ) حصول فائدہ کے لئے والدین کی نافرمانی کو جائز اور مباح قرار دیا گیا **اقول**: (میں کہتا ہوں) واجب ہے کہ اس سے وہ صورت مراد ہو کہ جس میں والدین کا اور اسے روکنا محض محبت اور شفقت کے طور پر ہو اور اس کی جدائی کا ناپسند ہونا غیر یقینی ہو،یہی وجہ ہے کہ فقہاء نے خروج کو امن اور وہاں کے لوگوں کا وفادار ہونے میں مشہور ومعروف ہونے پر مسئلہ کو فرض کیا یہاں تک کہ اسے اس معاملہ میں کوئی خوف وخطرہ نہ ہو، لیکن اگر خطرہ واندیشہ ہو تو پھر والدین کی اجازت بغیر اس کا باہر جانا اور سفر کرنا جائز نہیں،اس لئے کہ دریں صورت ان کی نہی یقینی ہوگی، پھر ازیں بعد دو کتابوں میں مذکور ہے اگر کاروبار کے لئے دشمن کے ملک میں اسلامی فوجوں میں سے کسی اسلامی فوج کے ساتھ باہر جائے تو والدین یا ان میں سے کوئی ایک اس جانے کو ناپسند

[34] فتاوٰی ہندیہ کتاب السیر الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۱۸۹،فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب السادس والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۵_۶۶

الغالب الرائ لایخرج بغیر اذنهما و کذٰلك ان کانت سریة اوجریدة الخیل لایخرج الاباذنهما لان الغالب ہو الهلاك فی السرایا [35] اھ فتسمیة عصیانا بحسب الصورة الا تری ان العبد بسبیل من خیرة نفسه فی نهی الشرع الارشادی الغیر الجازم فکیف بنهی الابوین کذٰلك لو لم یرد ذٰلك فکیف یحل عصیانهما لمنفعة مالیة وہذا نبینا صلی الله تعالٰی علیه وسلم قائلا ولا تعقن والدیك وان امراك ان تخرج من اهلك ومالك رواہ احمد [36] بسند صحیح علی اصولنا والطبرانی فی الکبیر عن معاذ بن جبل رضی الله تعالٰی عنه ولفظه فی اوسط الطبرانی اطع والدیك وان اخرجاك من مالك وعن کل شیئ ہو لك [37] فافهم وتثبت بالتنبه فلیس الفقه الابالتفقه و لا تفقه الا بالتوفیق۔	کریں، پس اگر یہ لشکر عظیم ہو کہ ان کی موجودگی میں غالب رائے کے مطابق دشمن سے کوئی خطرہ اور کھٹکا نہ ہو تو پھر اس صورت میں اس کے باہر جانے میں کچھ حرج نہیں لیکن اگر لشکر اسلام کو غالب رائے کے مطابق دشمن سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ وخطرہ ہو تو پھر والدین کی اجازت کے بغیر نہ جائے اور اسی طرح اگر فوجی دستہ یا گھڑ سواروں کا رسالہ ہو تو بغیر اجازت والدین باہر نہ جائے کیونکہ فوجی دستوں میں غالبا ہلاکت ہوا کرتی ہے اھ پھر اس کو "عصیان" کہنا بلحاظ صورت ہے۔کیا تم دیکھتے نہیں کہ شرعی غیر جازم نہیں اور شادی کے باوجود بندے کو اپنے نفس کا اختیار رہوتاہے، پھر جب والدین کی نفی بھی ایسی ہے تو کیسے نہ ہوگا اگر یہ مراد نہ ہو تو پھر ان کا "عصیان" دنیاوی مالی فائدے کے لئے کیسے جائز ہوگا، یہ ہمارے حضور پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرمارہے ہیں" اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرو اگرچہ وہ تمھیں اہل وعیال اور مال سے الگ ہونے کا حکم دیں" امام احمد نے ہمارے اصولوں کے مطابق سند حسن کے ساتھ اس کو روایت فرمایا، اور امام طبرانی نے معجم الکبیر میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے اس کو روایت فرمایا۔اور اس کے الفاظ "اوسط طبرانی" میں

[35] فتاوی ہندیہ کتاب السیر الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۲/ ۱۸۹، فتاوی ہندیہ کتاب الکراهیة الباب السادس والعشرون نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۶۶

[36] مسند امام احمد بن حنبل ترجمہ معاذ بن جبل دار الفکر بیروت ۵/ ۲۳۸

[37] المعجم الاوسط للطبرانی ترجمہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ المعارف الریاض ۸/ ۲۶۰

یہ ہیں: "(اے شخص!) اپنے والدین کی اطاعت کیجئے اگرچہ تمھیں تمھارے مال اور تمھارے ہر مملوکہ شے سے تمھیں الگ اور بر طرف کردیں"اس کو خوب سمجھ لیجئے،اور ہوشیاری سے ثابت قدم رہیے، کیونکہ فقہ بغیر سمجھے نہیں ہوسکتی،اور سمجھ بوجھ حصول توفیق کے بغیر نہیں ہوسکتی ت) رسالہ جلی النص فی اماکن الرخص ختم شد)